Year 2025; Vol 04 (Issue 02)
P. 65- 81 https://journals.gscwu.edu.pk/

محمد رفیق

پی۔ایچ۔ڈی اردو سکالر،شعبہ اردو،یونیورسٹی آف سرگودھا

ڈاکٹر شعیبہ معید

اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ اردو،یونیورسٹی آف سرگودھا

Muhammad Rafiq

PhD, Scholar, Department of Urdu, University of Sargodha

Dr. Shoaba Mueed

Assistant Professor, Department of Urdu, University of Sargodha

عربی زبان وادب کا ارتقا، تاریخی تناظر میں

Development of Arabic Language and Literature in Historical Background

Abstract:

The Literature depicts the political, cultural, historical and the socio economic aspects of a society. Arabic language and literature has its historical importance as well. Being the language of the Holy Quran ,its importance is understood. The existing references of this language go behind more than fifteen hundred years. This language mostly progressed with the spread of Islam. The Arabic is the national language of most of the Arab countries in Arabian Belt. The development of Arabic language and Literature can be divided into five Arab historical periods. The structure of Arabic literature comprises of maxims, proverbs and sayings of the ancestors, poetry, prose, novel, short stories, Fiqqah and history. It also represents the changing circumstances especially the political scenario of the region such as

Palestine dispute. The President Arabic literature seems to be influenced by the Western literature. This article comprises the development of Arabic language and literature from beginning to the modern era.

Key Words: Arabic language, maxims, proverbs, poetry, prose, Saba ul mualiqat, mukhzra , Amar.ul.qais, Aasha, Jaheli era, Umayyad, Aabbasi, Undlusi, Fatimah ,Turkish, Modern period

دنیا کی سب سے بڑی اور قدیم زبانیں تین ہیں۔ سامی، آریائی اور حامی، ان میں مزید ہر زبان کی شاخیں ہیں اور یہ سلسلہ ذیلی شاخوں میں بٹ جاتا ہے۔ عربی زبان کا تعلق سامی خاندان یا شاخ سے ہے اور یہ دنیا کی قدیم زندہ اور محفوظ زبان ہے۔ 610عیسوی میں ظہورِ اسلام سے قبل بھی یہ زبان جزیرہ نما عرب میں نہ صرف موجود تھی بلکہ اپنے ارتقا کی منازل طے کر رہی تھی۔ سامی ان قوموں کی زبان کو کہتے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی نسل سے تھیں، یہ اقوام وادی دجلہ و فرات میں آباد تھیں بعد میں یہ عراق، شام، فلسطین اور لبنان میں پھیل گئیں۔ اس خاندان میں آرامی کنعانی اور عربی شامل ہیں. عربی زبان وادب دیگر زبانوں کے ادب سے منفرد مقام کا حامل ہے۔ عربی ایک قدیم زبان ہے اور اس کی معلوم عمر کا اندازہ ساڑھے پندرہ سو سال سے زائد کا لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عربی قرآن کریم کی زبان بھی ہے۔ اس انفرادیت کے علاوہ اہل عرب کو اپنی زبان دانی پر اس قدر ناز تھا کہ وہ اپنے مقابلے میں غیر عرب کو "عجمی" یعنی گونگے کہتے تھے

فصاحت و بلاغت کی خصوصیات کی بنا پر عربی زبان کے دامن میں سارے ادبی لوازمات موجود ہیں۔ عربی اصل اور بنیادی زبان کے سب سے قریب تر ہے اور ان تغیرات سے محفوظ ہے جن سے اس خاندان کی دوسری زبانیں دوچار ہوئیں۔ اس زبان میں قبل از اسلام شاعری اور خطابت کے جو نمونے ملتے ہیں وہ فن کا اعلیٰ معیار پیش کرتے ہیں۔ اس دور کی شاعری جاہلی شاعری کے نام سے موسوم ہے۔ عربی زبان کے قدیم نمونے ظہور اسلام سے ڈیڑھ سو برس قبل تک ملتے ہیں، یوں اس کی معلوم عمر ساڑھے پندرہ سو برس سے متجاوز ہے، جو دنیا کی کسی بھی زبان سے زیادہ ہے۔ اس کی صرف و نحو، لغت، محاورہ اور روزمرہ وہی ہے جو آج سے پندرہ صدیاں پہلے مروج تھا۔ عربی زبان ایک عرصہ تک جزیرہ نمائے عرب تک ہی محدود رہی مگر جوں جوں مذہب اسلام کو پذیرائی ملی اور اسلامی فتوحات میں توسیع ہوتی گئی تو یہ زبان عرب و عجم میں پھیل گئی۔ ادب سماج میں موجود مسائل کو نہ صرف اجاگر کرتا ہے بلکہ ان کا حل بھی تجویز کرتا ہے۔ کسی بھی عمدہ ادب پارے کی تاثیر قاری و سامع کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ کتب تاریخ ایسے واقعات کی شاہد ہیں کہ کسی شاعر کے کلام نے سامعین پر ایسا سحر کیا کہ وہ اس کی تاب نہ لا سکے۔

مولانا الطاف حسین حالی نے "مقدمہ شعر و شاعری" میں شعر کی تاثیر پر بہت سی مثالیں نقل کی ہیں۔

"تاریخ میں ایسی مثالیں بے شمار ملتی ہیں کہ شعراء نے اپنی جادو بیانی سے لوگوں کے دلوں پر فتح نمایاں حاصل کی ہے۔ بعض اوقات شاعر جمہور کے دل پر ایسا تسلط کرتا ہے کہ شاعر کی ہر ایک چیز یہاں تک کہ اسکے عیب بھی خلقت کی نظر میں مستحسن معلوم ہونے لگتے ہیں۔۔۔" (1)

عربی ادب کی تواریخ میں بھی عرب شعرا کے متعلق ایسے کئی واقعات درج ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شعرا کو معاشرے میں کس قدر مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ شاعر کو کسی بھی قبیلہ کا فخر سمجھا جاتا تھا۔ وہ اپنے کلام میں چاہتا تو کسی فرد یا قبیلے کی عزت خاک میں ملا دیتا اور چاہتا تو اسے عوجِ ثریا تک پہنچا دیتا۔

خالد حامدی نے عرب معاشرے میں شعرا کی اہمیت اور کردار کے حوالے سے لکھا ہے:

"قبیلہ میں شعرا و خطبا کو بہت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور ان کو بہت اہمیت دی جاتی تھی۔ قبیلہ، سردار قبیلہ اور افراد قبیلہ کی عزت و ناموس کی حفاظت ان پر فخر ومباہات، قبیلہ کی مدد کی ترغیب، جنگوں میں افراد قبیلہ کی ہمت افزائی اور ان کے فضائل و محاسن کا بیان، مقتولین کا مرثیہ، ان کے خون کے انتقام کی دعوت، دشمن کی ہجو گوئی اور اس کے رذائل و خصاءیص کا تذکرہ شعراء کا بنیادی فریضہ سمجھا جاتا تھا۔۔۔ قبایل کی آپسی مفاخرت ومنافست میں کثرتِ شعراء بھی قابل فخر چیز سمجھی جاتی تھی۔۔۔" (2)

عربی زبان دنیا کے بہت سے ممالک میں نہ صرف بولی، لکھی اور سمجھی جاتی ہے بلکہ کئی ممالک کی قومی زبان کا درجہ بھی رکھتی ہے، جن میں؛ سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات، عمان، قطر، بحرین، عراق، شرقِ اردن، شام، لبنان، فلسطین، شمالی افریقہ کے ممالک، مصر، سوڈان اور لیبیا وغیرہ شامل ہیں۔ عربی زبان دو طرح کی ہے۔ ایک وہ جسے فصیح کہتے ہیں۔ یہ قرآن کریم اور لکھنے پڑھنے کی زبان ہے۔ دوسری عامی عربی جسے ہر ملک کے مقامی لوگ بولتے ہیں۔ جب ہم عربی ادب کی تاریخ کی بات کرتے ہیں تو اس سے مراد فصیح عربی ہوتا ہے، جس کا ادب تمام عرب ممالک میں پڑھا اور سمجھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر وقار احمد رضوی نے اپنی کتاب "عربی ادب کی تاریخ" میں عربی کا تعلق تاریخ سے یوں ملایا ہے:

"عربی زبان سامی ہے السنہ سامی وہ ہیں جو سام بن نوحؑ کی اولاد سے تعلق رکھتی ہیں۔ سام بن نوح اقوام سامیہ کے جدِ اول ہیں۔ سامیوں کا اصل وطن بابل تھا جو مشرق میں علوم و ادب کا گہوارہ تھا۔۔۔ وادی نیل و فرات کی تہذیب کا تعلق از منہ قدیم سے ہے۔ ظہورِ اسلام کے وقت کی عربی زبان لغت حجاز ہے۔ قریش کی زبان فارسی تھی جس کو قرآن نے"

ہذالسان عربی مبین" کہاہے۔۔۔ عربی عرب بدوؤں کی زبان ہے، کثرت ترادف اور تعداد معنی عربی زبان کی خصوصیت ہے۔" (3)

عرب قوم جس کا قدیم زمانے سے عربی زبان کے کسی نہ کسی ارتقائی مرحلے سے تعلق رہاہے تاریخی زمانے کے اعتبار سے تین طبقوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ 1۔ عرب بائدہ 2 ۔ عرب عاربہ 3۔ عرب مستعربہ ۔ عرب بائدہ کا احوال زیادہ تر قرآنی حوالوں سے ملتاہے۔ ان قدیم قبائل میں طسم، ضدیس، عاد اور ثمود قابلِ ذکر ہیں جن کی طرف حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بناکر بھیجا گیا۔ عرب عاربہ جو فرات سے آکر یمن کے علاقے میں آباد ہوئے ان کا تعلق یعرب بن قحطان سے تھا۔

ایک خیال ہے کہ عربی زبان کی ابتدا اسی سے ہوئی تھی ۔ ان کی جن حکومتوں کا ذکر ملتاہے وہ صبا اور حمیر تھیں۔ یہ لوگ تجارت پیشہ تھے۔ عرب مستعربہ: یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ انیسویں صدی قبل مسیح حجاز میں پروان چڑھی۔ ان کے مشہور قبائل ربیعہ، مضر اور ایاد ہوئے ہیں۔ عربی زبان وادب کی ادبی تاریخ پر سیاسی اور معاشرتی اثرات مرتب ہوتے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے مورخین نے عربی ادب کو پانچ ادوار میں تقسیم کیاہے۔ جاہلی دور، صدر اسلام اور اموی دور عباسی دور، اندلسی، فاطمی اور ترکی دور، جدید دور۔ ان ادوار کا فردا" فردا" عربی زبان وادب کے حوالے سے ذکر پیش کیا جاتا ہے تاکہ ان ادوار میں ادبی ترقی کا جائزہ لیا جاسکے۔

ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی نے عربی ادب کی ادوار بندی یوں کی ہے:

" عربی ادب تاریخ کے مختلف مراحل اور زمانے کے مختلف نشیب وفراز سے گزر کر موجودہ صورت کو پہنچاہے۔ جنھوں نے اسے ترقی دینے، مستحکم کرنے اور دوام بخشنے میں بہت اہم رول ادا کیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پوری تاریخ کو ان مراحل اور ادوار میں تقسیم کر دیا جائے ۔۔۔ زمانہ جاہلیت اس دور کو دو زمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔۔۔ 23-422ءتک یعنی ظہوراسلام سے تقریبا ڈیڑھ سو سال پہلے شروع ہوتا ہے اور ہجرت نبویِ ﷺ پر ختم ہوتا ہے، اسلامی دور صدر اسلام ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت 1 تا 40 ہجری تک دوسرا دور عہد بنی امیہ۔۔۔ امیر معاویہ کے دور خلافت سے عباسی سلطنت کے قیام تک۔۔۔ عباسی دور ترقی اور عروج کا زمانہ 132 سے ہجری 454تک۔ چوتھا دور عثمانی زمانی عہد۔۔ تک۔۔۔ عبوری زمانہ نپولین کی مصر پر قبضہ 1798ء اور محمد علی پاشا کے برسر اقتدار آنے تک موجودہ زمانہ 1920ء سے شروع ہو کر اب تک چل رہاہے۔" (4)

جاہلی دور میں عربی ادب کا کثیر سرمایہ عدنانی لہجے میں تھا۔ کچھ قبائل یمنی تھے اور ہجرت کر کے شمال کی طرف آ گئے تھے۔ اس زبان کے غالب ہونے اور ترویج کے مراحل طے کرنے میں اقتصادی، تہذیبی اور معاشرتی اسباب و عناصر کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ اسواق اور میلے تجارت کی غرض سے منعقد ہوتے تھے جن میں ملک کے اطراف و جوانب سے عرب قبائل جمع ہوتے تھے۔ اسواق میں شعر و ادب کے معرکے بھی ہوتے، جن میں شعرا اپنا عمدہ کلام پیش کرتے تھے۔ ان میں سب سے اہم "عکاظ" کے مقام پر لگنے والا میلہ تھا۔ جاہلی دور پانچویں صدی عیسوی کے وسط سے ظہورِاسلام (610ء) کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ اس دور میں وہ سات اہم شعرا آتے ہیں جنھیں "سبع المعلقات" کہا جاتا ہے۔ ان شعراء میں، امرؤالقیس، طرفہ، زہیر بن ابی سلمٰی، لبید بن ربیعہ، عمرو بن کلثوم، حارث بن حزہ اور عنترہ بن شداد شامل ہیں۔ اس دور کے طبقہ اولیٰ کے دوسرے شعر انابغہ ذبیانی، اعشیٰ اور سمؤ شنفریٰ کا شمار بڑے جاہلی شعراء میں ہوتا ہے۔ شاعری کے ساتھ ساتھ کتابت مسجع اور مقفیٰ نثر کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں۔ قیس بن ساعدہ الایادیٰ اور عمرو بن معدیکرب زبیدی زیادہ مشہور نثر نگار ہیں۔ ڈاکٹر وقار احمد رضوی نے ان ادبی مجالس اور اسواق کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

> "شعر و سخن کے مقابلوں اور ادبی چرچوں کے لیے عربوں میں ادبی مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھیں جن کو "اندیہ" کہا جاتا تھا۔ قریش کی مجلس کا نام "نادی" تھا جوارِ کعبہ کی مجلس کا نام "دارالندوہ" تھا۔ قصی بن کلاب نے دارالندوہ کی بنیاد رکھی۔ ان مجالس سے عربی ادب میں کافی اضافہ ہوا۔ شعر خوانی کے علاوہ یہاں اہم معاملات پر غور ہوتا تھا۔۔۔ مختلف مقامات پر موسمی بازار اور سالانہ میلے لگتے تھے۔ ۔۔پہلا بازار "دومتہ الجندل" میں ہوتا، پھر عمان، حضر موت اور صنعا میں۔" (5)

دورِ جاہلیت کی نثر دو طرح کی تھی۔ ایک مسجع اور دوسری مرسل (آزاد) عربوں میں لکھنے کا رواج چونکہ بہت کم تھا اس لیے عربی نثر کے نمونے، گفتگو، خطبوں اور تقریروں میں ملتے ہیں جو اپنی بلاغت، خوبصورتی، حسن بیان اور اختصار کی وجہ سے ذہنوں میں محفوظ رہ گئی۔ جاہلی نثر کہاوتوں، ضرب الامثال، حکیمانہ مقولوں اور پند و نصائح پر مشتمل ہے۔

کل الصید فی جوف الفراء (چھوٹے چھوٹے تمام شکار ایک بڑے شکار کے پیٹ میں سما جاتے ہیں)

تقریروں میں عرب مقرر عموماً سجع کی پابندی کرتے تھے۔ ان کے جملوں میں اکثر وزن اور قافیہ ہوتا تھا۔ اس زمانے کے مشہور خطیبوں میں قیس بن ساعدہ، ریادی اور عمرو بن معدیکرا اہم ہیں۔

ضرب الامثال حکیمانہ اقوال اور تقریروں کے علاوہ وعظ و نصیحت کے باب میں بھی عربی جاہلی نثر میں بہت عمدہ نمونے ملتے ہیں۔

جاہلی دور کے نثری سرمایہ کے بارے میں ڈاکٹر خورشید احمد رضوی لکھتے ہیں:

"جاہلی نثر کے مختصر سے سرماءے کو ہم امثال، حکیمانہ اقوال، پہیلیوں، کاہنوں کی سجع، قصے کہانیوں، خطبوں اور وصیتوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔" (6)

عربوں کے حافظے میں ہزاروں اشعار محفوظ تھے اور وہ ایک ہی مجلس میں طویل قصیدے پڑھ کر سناتے تھے۔ عربی زبان میں شا عری کی صنف بہت قدیم ہے۔ امر والقیس جس کا زمانہ ہجرت نبویؐ سے سو سال پہلے کا ہے۔ عربوں میں قدیم شاعری قصیدے کی روایت سے مذین ہے۔ عربی شاعری فطرت کے بہت قریب ہے۔ اس میں سچائی، واقعیت اور بے ساختگی نمایاں ہیں۔

عرب شعرا کے کلام میں جوش کی بابت مولانا حالی لکھتے ہیں:

"عرب شاعری میں زیادہ جوش ہونے کا سبب کچھ تو ان کے گرم خون کی جبلی خاصیت تھی اور زیادہ تر یہ بات تھی کہ ان کی شاعری کا دارومدار محض واقعات اور دل کے سچے حالات اور واردات پر تھا۔۔" (7)

عربی شاعری کے مستند اور نمائندہ مجموعوں کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔ معلقہ کے معانی لٹکی ہوئی چیز کے ہیں۔ یہ جاہلی شعرا کے سات قصیدے ہیں جن کو عکاظ کے سالانہ میلے شعراء کے ادبی مقابلے کے بعد بہترین قرار گیا۔ ان قصائد کے متعلق روایت ہے کہ ان کو سونے کے پانی سے لکھ کر در کعبہ پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ ان قصائد کا دوسرا نام "مذھبات" تھا۔

معلقات کے نامور شعرا میں، امر والقیس، طرفہ، زہیر بن ابی سلمیٰ، لبید بن ربیعہ، عمرو بن کلثوم، عنترہ بن شداد اور حارث بن حلزہ شامل ہیں۔ سبع المُعلقات کی عربی ادب میں ایک منفرد تاریخی حیثیت ہے۔ خالد حامدی ان کے تسمیہ کی بابت لکھتے ہیں:

"۔۔۔ معلقات عربی شاعری کے ان منتخب مجموعوں کا نام ہے جو ایام حج کے موقع پر عکاعظ کے میلہ میں منعقدہ شعری مقابلوں کے دوران اعلیٰ اور افضل مجموعے قرار دیئے جاتے تھے، اس انتخاب کا کام جاہلی دور کے مشہور اور بزرگ شعراء پر مشتمل ایک کمیٹی کیا کرتی تھی۔ عموما" اس کمیٹی کا صدر جاہلی دور کا مشہور شاعر النابغہ الذبیانی۔۔۔ ہوتا تھا۔۔" (8)

آٹھویں صدی عیسوی میں جاہلی شاعری کا انتخاب جو خلیفہ ابو جعفر کے کہنے پر ایک عالم وادیب مفضل العی نے جمع کیا مفص ٔلیات کہلاتا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے کہنے پر اصمعی نے ا صمعات کا انتخاب کیا۔ جاہلی اور اسلامی دور کا مشہور انتخاب جو عباسی دور کے نامور شاعر ابو تمام کے ہاتھوں دیوان الحماسہ نویں صدی میں مرتب ہوا۔ حماسہ کے معنی سرگرمی، تعصب، جوش اور ولولے کے ہیں۔ یہ انتخاب دس چھوٹے بڑے ابواب میں منقسم ہے۔

البر نجح ماطلبتہ　　　　والبر خیر حقیقتہ الرجل

طلبار گار کے لیے نیکی ہی سب سے عمدہ شے ہے، نیکی ہی آدمی کے لیے بہتر زادِ راہ ہے　　　　(امر والقیس)

بارہویں صدی میں ابو زید قرشی نے جاہلی اور ابتدائی اسلامی دور کی بہترین شاعری کا انتخاب جمہرتہ اشعارالعرب سات سات نظموں پر مشتمل سات عنوانات کے تحت کیا۔ صدر اسلامی اور اموی خلافت کا دور ظہوراسلام سے شروع ہو کر 749ء میں عباسی حکومت کے قیام پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اس دور میں دور جاہلیت کے شعراء بھی ملتے ہیں جنہیں "مخضرم" کہا جاتا ہے ،ان دوادوار کے شعرا کے ہاں نعت قصیدہ مرثیہ اور ہجو وغزل کی اصناف ملتی ہیں۔ ان میں کعب بن زہیر، خنسا، حسان بن ثابتؓ حطیہ اور عمرو بن ابی ربیعہ نمایاں ہیں۔

بنو امیہ کے دور میں سیاسی اور مناسباتی شاعری نے فروغ پایا ساتھ ہی متنوع موضوعات میں جاندار شاعری ہونے لگی۔ اکابر شعرا کے درمیان ہجو گوئی کے بڑے معرکے دیکھنے میں آئے، اخطل، فرزدوق اور جریر اس دور کے اہم شعرا ہیں خطبا میں سر فہرست خود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارفع مقام پر فائز دکھائی دیتے ہیں۔

خلفاء میں عمر بن خطابؓ اور علی ابن ابی طالبؓ اس دور میں نمایاں خطباء نظر آتے ہیں۔ سحبان وائل، زیاد بن ربیعہ اوراموی گورنر حجاج بن یوسف نے خطابت میں بہت اعلی میعار پیش کیا۔ اس دور میں مخضرمی شعرا نے زبان وادب میں اپنا خاطر خواہ حصہ ڈالا۔ عربی شاعری میں پند و نصائح، حکمت کی باتیں، روز مرہ زندگی کے مصائب، رزمیہ چاعری، سواری کے گھوڑی کی مدح، دیارِ محبوب کے کھنڈرات لب ورخسار خدو خال کی تعریف، جنگی ہتھیاروں کی تعریف، شراب اور زمانے لے حالات و رویے جیسے موضوعات ملتے ہیں:

فلما تفر قنا کانی ومالکا　　　　لطول اجتماع لم نبت لیلتہ معا'

پس جب ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، مدت تک ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے بعد، ایسا لگا ہم ایک رات بھی ساتھ نہ رہے ہوں۔

ولو ان ما القی اصاب متابعا" او الرکن من سلمیٰ اخز لتضعضعا"

اور اگر وہ مصائب جو مجھ پر ڈالے گئے ہیں وہ کہ متابع اور کوہِ سلمیٰ کی چٹان کو پہنچ جائیں تو وہ اسی وقت دب کر کمزور پڑ جائیں۔

مخضرم یا مخضرمی ان شعرا کو کہا جاتا ہے جنہوں نے زندگی کا کچھ حصہ دور جاہلیت میں اور کچھ زمانہ اسلام میں گزارہ ہو یہ چار شعرا ہیں:۔

1۔ کعب بن زُہیر 2۔ خنساء 3۔ حسان بن ثابتؓ 4۔ حُطی

ڈاکٹر وقار احمد رضوی ان کے نام کی تسمیہ کی بابت لکھتے ہیں:

> " ایسا شاعر جس نے دونوں زمانے کفر واسلام دیکھے ہوں، یہ اصطلاح مقدمہ سے نکلی ہے مقدمہ وہ اونٹنی ہے جس کا کان کٹا ہوا ہو یعنی ایسا شاعر جو جاہلیت سے قطع تعلق کر کے اسلام کی طرف آیا ہو جیسے حسان بن ثابت ،نابغہ جعدی، خنسا، کعب بن زہیر۔۔۔ جنہوں نے خلافت راشدہ اور بنی امیہ دونوں دور دیکھے ہوں وہ مخضرم الدولتین ہیں۔" (9)

اموی دور میں ادبی کام جاری تو رہا مگر یہ عہد ادبی سرگرمیوں کے بجائے دفاعی ح کمت عملی میں صرف ہوا۔ امن کے زمانے میں البتہ لوگوں نے ادب اور بالخصوص شاعری میں عافیت تلاش کی ظہورِ اسلام کی پہلی صدی عربی ادب کی نمو اور ارتقاء کے لیے ساز گار تھی بعد میں بدلتے ہوئے سیاسی حالات اور مسلسل فتوحات کے اثرات ادب پر بھی پڑے۔ معاشی تنگی کی جگہ آسودگی کی بدولت معیار زندگی بلند ہوا، جس کا لامحالہ اثر شاعری پر بھی ہوا۔ بنو امیہ کے دور کی شاعری اگرچہ جاہلی روایت سے زیادہ دور نہ تھی پھر بھی نئے رجحان کی بدولت مضامین بیان میں جدت آگئی۔ غزل کو عشق و محبت کے بیان کے لیے وقف کر دیا گیا۔ اموی دور کے شعراء کے ہاں گو مقاصد اور موضوعات بدل گئے تھے تاہم شاعری میں بیان بلاغت اور حسنِ ادا کا معیار کم و بیش جاہلی اور صدر اسلام کے شعرا جیسا رہا۔

الفاظ و محاورات میں سادگی اور شاعری روزمرہ بول چال کی زبان کے قریب آ گئی۔ جمیل بن معمر، عمر بن ابی ربیعہ ،اخطل، فرزدق، جریر اس دور کے اہم شعرا ہیں۔ جمیل بن معمر کے ہاں عشقیہ موضوعات ملتے ہیں۔

عمرو بن ابی ربیعہ ،کا تعلق قریش کی شاخ مخزوم سے تھا۔ یہ قریش کا سب سے بڑا شاعر تھا۔ نسیب گو شاعر تھا اور غزل پر لطیف و نفیس شاعری کی۔ عورتوں کا جو احوال اس نے بیان کر دکھایا وہ کسی اور سے نہ ہو سکا۔ شاعری میں ابن ربیعہ نے ایک نئی راہ نکالی جو اس سے پہلے کسی کو نہ سوجھی تھی۔ اس نے شاعری کو عورتوں کے حسن و جمال کے بیان، ان کے ایک دوسرے سے میل ملاپ ہنسی مذاق اور دل لگی کے تذکرے تک محدود کر دیا۔ اخطل، بنو امیہ کا شاعر اور اپنے عہد کی تین بڑے شاعروں میں بہترین مدح گو تھا۔ شراب کے موضوع پر اس کے اشعار کی گہرائی کو زمانہ اسلام کا کوئی شاعر نہ پہنچ سکا۔ ہجو گوئی میں وہ نشتر زبان تھا۔ فرزدق، اموی دور میں فخر الشعرا اور مدح و ہجو کے موضوعات میں صف اول کا شاعر تھا جو خلیفہ ثانی کے دور خلافت میں پیدا ہوا۔ اعلیٰ نسب کی بدولت وہ اپنی شاعری میں فخر کا اظہار کرنے لگا۔ اس کو شہرت اپنے ہم عصر شاعر جریر کے ہجرت کرنے کی بدولت ملی۔ اس کی ہجو میں بد گوئی فحش گوئی جیسے نقائص ملتے ہیں۔ جریر اور فرزدق میں ہجو کا سلسلہ عربی ادب میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جریر ایک تلخ ہجو نگار تھا مگر اس کا کلام عریانی اور فحاشی سے پاک تھا۔ اس نے حجاج بن یوسف کی مدح بھی لکھی۔ محمد کاظم نے "تاریخ ادب عربی" میں جریر کے فن کے بارے میں لکھا ہے:

> "۔۔۔ذاتی زندگی میں جریر ایک دیندار اور پاکباز انسان تھا لیکن جب ہجو کہنے پر آتا تو اس سے بھی پرہیز نہیں کرتا تھا جریر کی ہجو ایسی کاٹ دار ہوتی تھی کہ جو بھی بدقسمتی سے اس کا نشانہ بنتا ہے وہ صحیح سالم نہ رہ پاتا۔" (10)

تیسرا دور عباسی عہدِ حکومت (749ء) سے شروع ہو کر 1258ء میں تاتاریوں کے ہاتھوں اس کے زوال پر ختم ہوتا ہے۔ اس دور کے نامور شعراء میں بشار بن برد، ابو العتاہیہ، ابو نواس، ابن الرومی، ابن المعتز، ابو تمام، بحتـ یری، متنبیٰ اور ابو العلا معریٰ نمایاں ہیں۔ اس دور میں عربی نثر نے بھی اپنے ارتقاء کی اہم منازل طے کیں۔ ابن المقفعٰ، جاحظ، ابن العمـ ید، صاحب ابن عباد، خوارزمی، بدیع الزماں ہمذانی، حریری اور القاضی نے مختلف اصنافِ نثر میں خاطر خواہ کام کیا۔ علوم شرعیہ پر بھی بہت کام ہوا۔ تفسیر میں الخلیل ابن احمد، ابن اثیر اور حدیث میں مؤلفین صحاح ستہ، فقہ میں چاروں آئمہ کے مجموعہ احادیث ترویج علم کا باعث بنے۔ حکایات و مقامات کو بھی اسی دور میں فروغ ملا۔ اس ضمن میں "کلیلہ و دمنہ" "الف لیلہ و لیلہ"، " مقامات ہمذانی" اہم مثالیں ہیں۔ اس دور کی نثر طویل عرصے میں چار مختلف ادوار سے گزری جسے نثر نگاروں کے چار طبقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جو اہل نقد نے مقرر کیے ہیں۔ پہلے طبقہ کے سربراہ ابن المقفع ہیں۔ اس طبقہ کی نثر کو ٹکڑوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ عبارت میں سجع بندی، سادگی اور بلاغت پائی جاتی ہے۔ یعقوب بن داؤد، جعفر بن یحیٰ، حسن بن سہیل، عمرو بن مسعدہ، سہیل بن ہارون اور حسن بن وہب بھی اسی دور کے سرخیل نثر نگار ہیں۔

دوسرے طبقے کے سرخیل جاحظ ہیں۔ اس طبقے کے افراد میں قتیبہ مبرد اور ابراہیم صولی شامل ہیں۔ تیسرے طبقے کا قائد ابن العمید ہے، دیگر رجال میں صاحب بن تمباد، وزیر مہلبی، خوارزمی ، بدیع الزماں ہمذانی، ثقالبی وغیرہ کے ادبی آثار سامنے آتے ہیں۔ چوتھے طبقے کے سردار القاضی الفاضل کے علاوہ ابنِ اثیر اور اصفہان قابلِ ذکر ہیں۔ شاعری میں تشبیہ اور استعارہ سے بہت کام لیا گیا۔ تحریروں میں بناوٹ اور تکلف پیدا ہوا، الفاظ آراستہ اور خوشنما ہوئے ۔ عباسی دور تاریخ اسلام کا سنہری دور تھا جس میں مسلم تمدن اور سیاسی اقتدار کو ایسی بلندی ملی جس کا عالم اسلام آج بھی متلاشی ہے۔ تفسیر، فقہ حدیث، طب، فلسفہ اور نجوم جیسے علوم کا دروازہ کھلا جس نے لوگوں کے دلوں میں نئے عقائد کے بیج بو دیئے۔ لوگ عقائد و ایمانیات پر آزادی سے سوچنے لگے۔ یوں ان میں مختلف فرقوں نے بھی جنم لیا۔ نتیجے میں شعوبیت کا رجحان ابھر کر سامنے آیا۔

اموی حکومت کے زوال اور عباسی خلفا کے اقتدار میں آجانے سے سیاسی اور معاشرتی تغیرات کا اثر نثر سے زیادہ وہاں کی شاعری پر پڑا۔ بدلتے ملکی حالات میں شاعری نے بھی اپنا پیراہن بدلا، اس کے لہجے اور اسلوب میں بھی تبدیلی آئی۔ اس دور کا نمائندہ شاعر بشار بن بردہے تبدیلی کے نتیجے میں شاعری کے روایتی انداز بھی بدلا شاعری محبوب کے چھوڑے ہوئے کھنڈرات سے نکل کر محلات اور طرب و سرور کی محفلوں میں داخل ہو گئی۔ "عربی ادب کی تاریخ" میں اس دور کے حالات کے بارے میں یوں لکھا ہے:

> "اس عہد کی شاعری کو نسلی عصبیت اور سیاسی و دینی نقطہ نظریے کے فروغ کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔۔۔ شعرا کے کلام میں صاحب اقتدار کی خوشامد اور چاپلوسی آنے لگی۔۔۔ فسق و فجور اور بدکاری نے راہ پالی اور شاعر اس گناہ کی زندگی اور اس کی مہمات کا برملا اظہار کرنے لگے۔۔۔ حکمت و دانائی اور اصلاحِ نفس کے موضوعات پر بھی شاعری کی گئی جو دراصل مذکورہ بالا۔۔۔ کا ردِ عمل تھی۔" (11)

شاعری میں بدوی اور نامانوس الفاظ کو بتدریج ترک کر دیا گیا البتہ عجمی الفاظ کا متناسب استعمال ہوا۔ عربی محاورات اور صنعت بدیع کو رواج ملا۔ عباسی عہد کے نمائندہ شعرا جن میں بغداد کے بشار بن برد ابوالعتاہیہ، ابو نواس، ابن رومی المعتز الشریف الرضی اور طغرانی شامل ہیں۔ شام کے شعراء ابو تمام، بحتری، متنبیٰ، ابو فراس، ہمذانی، ابو العلا معریٰ شامل ہیں۔ اندلسی فاطمی اور ترکی دور اندلس میں اموی حکومت کے قیام 754ء سے شروع ہو کر فاطمی، ترکی ادوار سے ہوتا ہوا احیائے جدید 1801ء تک پہنچتا ہے۔

اندلس میں عربوں کی اموی حکومت عبد الرحمان الداخل کے غلبے سے شروع ہوئی۔ سات سو سال سے زیادہ عرصہ بنتی ہے جس میں نہ صرف اچھے اچھے شعرا بلکہ مایہ ءناز نثر نگار، علما اور فلاسفہ پیدا ہوئے۔ شعرا میں ابن عبد ربہ، ابن ہانی اندلسی، ابن زیدون، ابن خفاجہ اور لسان الدین الخطیب آسمانِ ادب کے درخشاں ستارے ہیں۔

اندلسی دور کے دوسو سال بعد فاطمی دور پھر ایوبی اور ان کے بعد ممالیک اور سلاطین بنی عثمان (ترکوں) نے اسلامی مملکت کی باگ ڈور سنبھالی۔ پانچ سو برس پر محیط اس دور میں عمومی طور پر عربی ادب انحطاط کا شکار رہا۔ تاہم تصنیف وتالیف سیرت و سوانح، ادبی روایات، لغت نویسی، تاریخ نگاری اور فلسفہ کے باب میں عمدہ کام ہوا ہے "وفیات الاعیان""صبح الاعشیٰ"، "القاموس المحیط" اس دور کی مایہ ءناز تصانیف ہیں۔ تاریخ میں ابو الفداء اورابنِ خلدون، شاعری میں ابن الفارض، امام بوصیری اور صفی الدین حلی کے نام نمایاں ہیں۔

شعرا نے مختلف اصناف ادب مثلاً: مدح، تصوف، فلسفہ اور مزاح ودل لگی میں فن کے عمدہ نمونے چھوڑے۔ شاعری میں تاریخ و سیاست کو موضوع بنایا شاعری میں ایک نئی صنف "موشح" کی اختراع ہوئی۔ عمارات، محلوں، تالابوں، چشموں، باغات چراگاہوں، وادیوں، عبادت گاہوں اور عیش وطرب کی محفلوں پر وصفیہ نظمیں لکھی گئیں جن میں حلاوت بیان نفاست اسلوب اور قادرالکلامی جیسی خصوصیات اہل اندلس کے فنی کمال کا منہ بولتا ثبوت ہیں اس عہد کے شعرا میں آٹھ نام نمایاں ہیں: ابنِ عبد ربہ، ابنِ ہانی الاندلسی، ابنِ حزم، ابنِ زیدون، معتمد بن عباد، ابنِ احمد، ابنِ حفافہ اور لسان الدین بن الخطیب شامل ہیں۔ پہلے فاطمی خلیفہ نے 909ء میں قیروان پر حکومت حاصل کی اور پھر چوتھے خلیفہ المعز الدین باللہ نے اپنے ایک سپہ سالار جوہر صقلی کو ایک بڑے لشکر کی کمان دے کر مصر کی طرف روانہ کیا جس نے وہاں فتح حاصل کر کے جامع الازہر کی بنیاد رکھی۔ اس زمانے میں اسلامی مملکت میں تین علم بغداد، قرطبہ اور قاہرہ میں لہراتے تھے۔ عربی علم وادب اسلامی تہذیب و ثقافت کے ان تینوں مراکز میں پھلتا پھولتا رہا اور شعرا کی قدر دانی، علما کی تائید وحمایت، کتب خانوں کی توسیع اور مدارس کا قیام عمل میں آیا۔ خلیفہ ہارون الرشید، خلیفہ الناصر اور عزیز اللہ نے بالترتیب ایشیا، یورپ اورافریقہ میں ادبی اور علمی کارنامے سرانجام دیئے جن کی بازگشت بعد کے کئی ادوار میں بھی سنائی دیتی رہی۔ آخر الذکر نے اپنے محل میں خزانہ کتب تعمیر کروایا جس میں فقہ، نحو، حدیث اور دوسرے علوم پر ایک لاکھ کے قریب کتابیں تھیں۔ فاطمی دور میں شاعری انشاء پردازی اوراسالیب نثر میں خاطر خواہ اضافے ہوئے۔ جن شعرا نے نام کمایا ان میں کمال الدین ابن نبیہہ، ابن الفارض اور ابنِ عربی قابل ذکر ہیں۔ شعراء کے ہاں صنعتِ بدیع، مدح، غزل اور وصف نگاری کو برتا گیا۔ کلام میں برجستگی، نکتہ طرازی اور نظم دکھائی دیتا ہے:

خذ من زمانک ما اعطاک مغتنما   وانت ناہ لھذا الدھر آمرہ

اپنے زمانے سے جو(کچھ لے لو)جو تمہیں غنیمت کے طور پر دے،ویسے تو تم ہی اس وقت کی حکم دینے والے ہو۔

غزل میں حسن وعشق کے بیان میں ایک شعر دیکھیں:

ابن العربی بھی اسی قبیل کے ایک عمدہ شاعر ہیں ان کے بارے میں تاریخ ادب عربی کے مصنف نے لکھا ہے۔:

" ابن العربی بنیادی طور پر ایک صوفی تھا اور مسلم صوفیاء میں وہ سب سے بڑا صوفی قرار دیا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ شاعر بھی تھا اس کی صوفیانہ شاعری کا مجموعہ "ترجمان الاشواق" کے نام سے مشہور ہے شاعری میں اس نے جاہلی اور عباسی دور کے شعرا کا طرز اپنایا اور اس کے ساتھ اندلس کی صنف موشح کو بھی اپنی شاعری میں برتا" (12)

ترکی دور میں بہت سے نامور ادباءادب کے افق پر ابھرے جنہوں نے مختلف اصناف ادب میں اپنے فن کے جوہر دکھائے۔اس عہد کا سرکردہ نام بلاشبہ شرف الدین بوصیری کا ہے، جنہوں نے قصیدہ بردہ شریف لکھ کر شہرت دوام پائی جو عربی ادب میں "بانت سعاد" کے بعد سب سے خوبصورت نظم قرار پائی ہے۔امام بوصیری کے علاوہ صفی الدین حلی اور ابن نباتہ بھی اس دور کے اہم شعراء ہیں۔

صفی الدین الحلی اس دور کا ایک نمائندہ شاعر ہے جن کے کلام میں ندرت اور گہرائی پائی جاتی ہے۔ان کا شمار صنعت بدیع کے آئمہ میں ہوتا ہے۔طویل قصیدوں کے علاوہ مقطعات،موشحات،مخمسات مشطرات اور قومہ جیسے موضوعات میں فن کے جوہر دکھائے۔ان کا کلام حکمت ودانش کی باتوں سے معمور ہے۔

علمِ نحو :اسلامی سلطنت کی توسیع کے ساتھ ہی عربی زبان دور دراز کے علاقوں تک پھیل گئی.اسلامی تعلیمات کا دائرہ کار بڑھنے لگا تو عربی زبان بھی عام ہوئی۔اس بات کی ضرورت پیش آئی کے اس وقت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکے۔ اس ضمن میں پہلی باقاعدہ سعی ابو الاسود الدولی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم پر کی جنہوں نے عربی زبان کے موٹے موٹے قواعد وضع کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور سب سے پہلے اسم فعل اور حرف کا امتیاز قائم کیا۔فاعل اور مفعول کے اعراب کی صورتیں بنائیں۔دبستانِ بصرہ کے سرکردہ ناموں میں ابوعمرو بن العلاء،الخلیل بن احمد،الاخفس الاکبر جب کہ دبستانِ کوفہ کے: نمائندہ معاذ الہجر،روالی،کسائی،فراء،ابن الحاجب،ابنِ ہشام ابن مالک کے نام آتے ہیں۔علمِ نحو پر مختلف تصانیف سامنے آتی ہیں جو ان رجال کے جوہرِ قلم کا اثر ہے۔

اموی اور عباسی خلفاء کے ابتدائی دور میں ادب اور شعر کا جہاں ایک طرف چرچا ہوااور لوگوں نے شاعروں کا کلام، خطیبوں کے خطبے، ادیبوں کے اقوال و امثال، انشاء پردازوں کے رسائل زبانی روایت کیے۔ جس سے ادب کا ایک ذخیرہ ان کے حافظے میں محفوظ ہو گیا۔ عباسی عہد میں اس کی کتابت کا آغاز ہوا۔ عربی ادب کے کم از کم نو مجموعے ایسے ہیں جن کے بغیر عربی زبان و ادب کا کوئی کتب خانہ بھی مکمل نہیں کہا جاسکتا۔

ذیل میں ان کا مختصر تعارف اور احوال بیان کیا جاتا ہے:

الف) **البیان والتبیین**، للجاحظ: دور عباسی کے سب سے بڑے ادیب الجاحظ کی آخری کتاب البیان والتبیین جس میں قرآنی آیات، احادیث اور نوادرات ادب کے ساتھ ساتھ حکیمانہ کلام خطبات اور قصائد سبھی موضوعات کو سمو دیا گیا ہے۔ اس مجموعہ میں جن مباحث سے بحث کی گئی ہے وہ علمی بیان خطبات، زبان شاعری اور اس کے معیار رسائل وصیتوں کی اعلی نمونے شامل ہیں۔ اس مجموعے کی اہمیت کا اندازہ ابن خلدون کے اس قول سے بخوبی ہو سکتا ہے:

" ہم نے اپنے شیوخ سے سنا ہے کہ عربی ادب کے اصول اور اس کے ارکان چار دیوان ہیں اور یہ ہیں ابن قتیبہ کی "ادب الکاتب" المبرد کی "الکامل" جاحظ کی "البیان والتبیین" اور علی القالی کی "کتاب النوادر" ان چار کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ انہی کی تتبع میں ہے اور انہی سے مستعار ہے "13)

ب) **ادب الکاتب**، ابن قتیبہ: یہ عربی لغت صرف و نحو کے موضوع پر ایسی کتاب ہے جس سے عربی علمانے اس کتاب سے فیض کیا متعدد علماء لغت نے اس کی شرح کی اور اس پر حواشی لکھے۔

ج) **الکامل فی اللغۃ والادب**، للمبرد: یہ کتاب لغت وادب کا بحر ذخار ہے اس میں لغت کے مسائل پر بحث کی گئی ہے اس کے لئے مصنف آنحضرتؐ کا قول لیتا ہے۔ مشکل الفاظ کی تشریح کرتا اور اپنی بات کی تائید میں شعر اعرب کے کلام سے شواہد پیش کرتا جاتا ہے۔

د) **العقد الفرید**، ابن عبدربہ: یہ کتاب درباں کے علم کا نچوڑ ہے جو چھ جلدوں میں اضافی مجموعہ ادب ہے جس میں یونان ایران اور ہندوستان کی کتابوں کے تراجم کی صورت میں حکیمانہ مضامین مباحث اور نوادرات موجود ہیں۔ یہ کتاب پچیس ابواب میں منقسم ہے جو لولوہ، فریدہ، زبرجدہ، جمانہ، مرجانہ اور یاقوتہ وغیرہ کے ناموں سے منسوب ہے۔

ر) **کتاب الامالی**۔۔۔ علی القالی: یہ کتاب دراصل نوادر کی "امالی" کا ضمیمہ ہے جس میں ابو علی کوئی آیت قرآنی، حدیث خبر نظم لیتے ہیں جس میں کوئی اجنبی یا نامانوس لفظ ہوتا ہے اس کی شرح کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ علم وادب اور بلاغت کی باتیں بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔

ذ) **کتاب الاغانی** الاصفہانی: ابو الفراج کے اس شاہکار پر پورے پچاس سال صرف ہوئے۔ کتاب الاغانی نغموں کی کتاب ہے جس میں مصنف نے سب اصوات یا نغمے جمع کر دیئے ہیں جو معروف مغنیوں، ابراہیم الموصلی، اسماعیل بن جامع اور فلیح بن العورا نے خلیفہ ہارون الرشید کے حکم سے منتخب کیے۔ اس کتاب میں دور جاہلیت سے لے کر نویں صدی عیسوی تک پوری عربی ثقافت کے ایک پہلو (نغمہ) کی تاریخ ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ بالاتفاق اس موضوع پر الاغانی سے بہتر کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔ مذکورہ بالا کتب کے علاوہ تنویری کی "نھایۃ الادب فی فنون الادب" الدمیری کی "حیاۃ الحیوان" اور قلقشیری کی "صبح الاعشیٰ فی صناعۃ الانشاء" عربی ادب کا متنوع الموضوعات سرمایہ ہیں۔

عربی زبان میں تاریخ نویسی کی ابتدائی شکل مغازی تھی جو قرآن وحدیث کی روشنی میں غزوات سے متعلق معلومات کو جمع کر کے لکھی گئی ہے مسلمانوں کی فتوحات اور جزیہ کے امور کا بیان ہونے لگا۔ طبقات لکھے جانے لگے صحابہ اور تابعین کے احوال قلم بند ہوئے انصار میں مختلف قبائل کا شجرہ نسب بیان کیا گیا۔ مغازی میں ابن اسحاق، فتوح میں واقدی، طبقات میں ابن سعد، انساب میں کلبی اورایام العرب میں اصمعی جیسے لوگوں نے شہرت حاصل کی۔ محمد بن جریر طبری کی "تاریخ الامم والملوک" نے تاریخ نگاری کا راستہ متعین کیا۔

مروج الذہب از مسعودی، الامم وتعاقب الھمم، ازابن مسعودی "المختصر فی التاریخ البشر" ازابوالفداء "الکامل فی التاریخ" ابن الاثیر" کتاب العبر ودیوان المبتداء والخبر" ازابن خلدون اہم کتب تاریخ قرار پاتی ہیں۔

تدوین حدیث وفقہ کے باب میں خاطر خواہ کام ہوا مگر بعد میں اس خیال کے پیش نظر کہ اگر اصحابہ شہید ہوتے رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ علم ہی رخصت ہو جائے، حدیث کی کتابت کا کام شروع ہوا۔ قرآن پاک کے بعد سب سے مستند دستاویز احادیث مبارکہ کے مجموعے ہیں۔

حدیث کا پہلا مجموعہ موطا امام مالک ہے جو حدیث اور فقہ کا خوبصورت امتزاج ہے۔ احادیث مبارکہ کے چھ مجموعے جو صحاح ستہ کے نام سے معروف ہیں سب سے زیادہ قیمتی تاریخی سرمایہ ہیں۔ ان مجموعوں میں خاص طور پر کسی بھی حدیث کے بیان میں تاریخی تناظر اور اس کی مکمل تصدیق کا خیال رکھا گیا ہے۔

اٹھارویں صدی کے آتے آتے اسلامی مملکتیں سکڑ کر صرف عراق شام جزیرہ نمائے عرب مصر سوڈان اور الغرب تک محدود ہو گئیں۔اس سے ادب پر مختلف ادوار میں کئی قومیں جن میں فرانسیسی اور مغربی سر فہرست ہیں اثر انداز ہوئیں۔ سیاسی عروج و زوال کا سلسلہ برابر جاری رہا اور بدلتے ہوئے حالات ادب پر کسی نہ کسی طرح اثر انداز ہوتے رہے۔ترکی کی سلطنت عثمانیہ کا زوال ،مسئلہ فلسطین اور مصر کے اندرونی حالات ،اس دور کے اہم واقعات ہیں جنھوں نے ادب پر براہ راست یا بالواسطہ اثر ڈالا۔اس دور میں عربی ادب نے نثر میں افسانہ ،ناول اور ڈرامے جیسی اصناف میں ترقی کی۔ جدید ادب میں دنیا کی بدلتی ہوئی صورتحال پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔اس عہد کے لکھنے والوں میں: شیخ محمد عبدہٰ کی "الوحی المحمدی" جیسے ادبا قابل ذکر ہیں۔

جدید دور 801ء(مصر پر محمد علی پاشا کا غلبہ)سے شروع ہوتا ہے۔اس دور میں نہ صرف عربی زبان اپنے دور انحطاط سے نکلی بلکہ مغربی ادبیات کے اثر سے اس میں نئے اسالیب پیدا ہوئے۔ پہلی بار افسانہ،ڈرامہ اور ناول کی اصناف میں عربی تخلیقات پیش کی گئیں۔ دو سو سال پر محیط اس دور میں طبقہ اولیٰ کے شعراء وادباء نے وقیع کام سرانجام دیا۔ جدید دور کے شعرا میں احمد شوقی،حافظ ابراہیم، خلیل مطران۔ ادباء میں طہٰ حسین،احمد امین،احمد حسن الیات،طیب صالح اور چند دیگر نام نمایاں ہیں۔اس دور کی آخری نصف صدی میں شاعری کی مزاج میں مزاحمت کی لہر دیکھنے میں آتی ہے جو فلسطین کے المیے کا نتیجہ ہے۔اس دور کے شعراء میں محمود درویش، سمیح القاسم اور نزار قبانی کے نام مشہور ہیں۔

طہٰ حسین کی"فی الشعر الجاھلی" جوعربی شاعری پرایک اہم کتاب ہے۔اس کے علاوہ طہٰ حسین نے نقد ادب،تاریخ،سوانح،ناول نگاری پر وقیع کام اور تعلیمی نظام کی اصلاح کی غرض سے بے لاگ تبصرے کیے۔

احمد حسن الزیات جامعہ الازھر میں طہٰ حسین کے ہمعصر تھے۔انہوں نے"تاریخ الادب الاعرب فی الاصول الادب" من الادب الفرنسی" "دفاع عن البلاغۃ"الام فرتر"،"رفایل"وحی الرسالۃ"ان کے علاوہ انہوں نے ایک ہفت روزہ عربی رسالہ"الرسالۃ" کے نام سے جاری کیا۔ عباس محمود العقاد،مشہورادیب،نقاد،مترجم،سیاسی مقالہ نگارہیں احمد شوقی,صابری, حافظ ابراہیم, آزاد سامی اور جمیل صد قی کے نام قابل ذکر ہیں۔ جدید دور میں اد ب پر رومانی اثر بھی نظر آتا ہے.اس کے علاوہ ناول اورافسانہ کی صنف نے بھی اچھی خاصی ترقی کی ہے۔ جدید دور تک آتے آتے عربی زبان وادب میں بہت سے اضافے ہو چکے ہیں جو ایک زندہ زبان کی علامت ہے۔انیسویں صدی میں عرب خطے کے بدلتے ہوئے سیاسی وجغرافیائی حالات نے ادب کو بھی متاثر کیا۔شاعری میں اسی بدلتی صورتحال کے مطابق موضوعات میں تنوع نظر آتا ہے۔جدید عربی ادب کے بارے میں محمد کاظم نے لکھا ہے:

"آج کا عرب شاعر اپنی آزاد نظم میں بظاہر ہے کہ پہلے سے زیادہ پابند موضوع ہے۔۔۔اس کا مسئلہ اب ابلاغ اور تاثیر کا ہے۔ آج کے بحرانی حالات میں وہ اپنی ہمعصر نسل کو پھر سے مردانگی کے جوہر سے بہرہ ور کر دے۔۔۔"(14)

موجودہ دور تک آتے آتے عربی ادب میں بہت سی اصناف میں لکھا جارہا ہے۔ جدید نظم و نثر میں عہد حاضر کے در پیش مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے۔ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی جدید دور کے عربی ادب پر ان الفاظ میں قلم فرسائی کرتے ہیں:

"جدید عربی افسانے کی ابتدائ 1919ء سے ہوئی۔۔۔افسانہ نگاری میں سماجی مسائل کی عکاسی ہے۔ان افسانوں میں سڑکوں، بازاروں، کھیتوں اور کارخانوں کی زندگی کو اجاگر کیا گیا ہے۔۔۔دیہاتی زندگی کا عکس ملتا ہے۔۔۔انسانی ہمدردی کے رجحانات شامل ہیں۔۔۔ناول نگاری میں۔۔۔ مصطفیٰ لطفی کو انشا پردازی میں بہت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔معاشرے کے مزین بیماریوں کے استیصال میں مسیحا ثابت ہوا ہے۔ مسلمانوں کے زوال آمادہ تہذیبو تمدن۔۔۔ملک کے نوجوانوں کی بے راہ روی اور عوامی بری ذہنیت کی اس نے اصلاح کی۔۔۔۔"(15)

اس دور کی اصناف نے بدلتے حالات کو ادب میں سمو کر نئے انداز میں پیش کیا ہے ناول اور افسانے جیسی جدید اصناف نے عربی ادب کو بھی متاثر کیا جس کی وجہ سے ادبا نے ان اصناف کو بھی اپنایا اور جدید عہد کے تقاضوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر بدلتے ہوئے تناظر میں ادب کو عالمی چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل بنایا۔

حوالہ جات

1۔الطاف حسین،حالی مولانا،"مقدمہ شعر و شاعری"،(لکھنؤ:الناظر پریس،ندارد)،ص4

2۔ خالد حامدی،"عربی زبان و ادب،ایک مطالعہ (عہد جاہلی سے عہد اموی)" حصہ اول،(دہلی:ادارہ شہادت حق،دہلی،طبع اول،1986ء)،ص120

3۔وقار احمد رضوی،ڈاکٹر،" تاریخ ادب عربی (دور جاہلیت سے دور حاضر تک)"،(کراچی:قدیمی کتب خان،2013ء)، ص52

4۔عبدالحلیم،ندوی،ڈاکٹر،"عربی ادب کی تاریخ،(دور جاہلیت سے دور حاضر تک)"،(لاہور:تعمیر انسانیت،لاہور،1972ء) ،ص77-76

5۔وقار احمد رضوی،ڈاکٹر،"تاریخ ادب عربی(دور جاہلیت سے دور حاضر تک)"،ص81

6۔خورشید احمد رضوی،ڈاکٹر،"عربی ادب قبل از اسلام"،(لاہور:ادارہ اسلامیات پبلشرز، 2010ء)،ص 162

7۔الطاف حسین،حالی مولانا،"مقدمہ شعر و شاعری"،ص59

8۔خالد حامدی،"عربی زبان و ادب،ایک مطالعہ (عہد جاہلی سے عہد اموی)" حصہ اول،ص177

9۔وقار احمد رضوی،ڈاکٹر،"تاریخ ادب عربی(دور جاہلیت سے دور حاضر تک)"،ص82

10۔ محمد کاظم،"عربی ادب کی تاریخ(دور جاہلیت سے موجودہ دور تک)"،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،2004ء)،ص39-138

11۔ایضاً،ص 336

12۔ایضاً،ص369

13۔ایضاً،ص387

14۔ محمد کاظم،"عربی ادب میں مطالعے"،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،2012ء)،ص144

15۔ وقار احمد رضوی،ڈاکٹر،"تاریخ ادب عربی(دور جاہلیت سے دور حاضر تک)"،ص 436